سوال

میرے اور بیوی کے مابین مال کے بارہ میں بہت اختلافات رہتے ہیں وہ مجھ سے ہر وقت اور مہنگی اشیاء کا مطالبہ کرتی رہتی ہے ، اور میری مالی حالت اس کی اجازت نہیں دیتے ، میں نے شادی سے قبل اسے اور اس کے میکے والوں کو اپنی مالی حالت کے متعلق بھی بتایا تھا ۔ اب میں اور وہ ہمیشہ جھگڑے میں رہتے ہیں وہ مجھے بخیل اور میں اسے فضول خرچ ہونے کا اور مجھ پر طاقت سے زیادہ کا بوجھ ڈالنے کا الزام لگاتا ہوں ، اب مجھے اس مشکل میں کیا کرنا چاہیے جو کہ علیحدگی کی نوبت تک جا پہنچی ہے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے ، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر ، بعد ازاں :

بیوی کے حقوق میں سے عظیم حق یہ ہے کہ خاوند اس پر خرچ کرے اور اس کا نفقہ برداشت کرے ، اور اس کا نان نفقہ برداشت کرنا بندے کے لیے اللہ تعالی کے قرب اور اطاعت کا سب سے بڑا ذریعہ ہے ۔

نفقہ مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل ہے :

کھانا پینا ، لباس ، اور رہائش ، اور بیوی اپنے بدن اور اپنی بہتر رونق قائم رکھنے کے لیے جس چیز کی محتاج ہو ۔

آپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی بیوی نفقہ میں کمی کی شکایت کرتی ہے ، اللہ تعالی نے یہ بتایا ہے کہ مرد ہی عورتوں پر خرچ کرنے والے ہیں ان کا خرچہ مردوں کے ذمہ ہے ، اور اسی وجہ سے انہیں سربراہی و حکمرانی اور ان پر فضیلت حاصل ہے ، کہ وہ ان کو مہر دیتے اور ان کا نفقہ برداشت کرتے ہیں ۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے اسی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں النساء (34) ۔

نفقہ کے وجوب پر قرآن و سنت اور اہل علم کا اجماع دلالت کرتا ہے ۔

کتاب اللہ سے دلائل :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہو ، ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو البقرۃ (233) ۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے کچھ اس طرح ارشاد فرمایا :

اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرو حتی کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں ۔

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس کے بہت سے دلائل ملتے ہیں جن میں اہل و عیال اور جو اس کی پرورش میں ہوں کے نفقہ کے واجب ہونے کی دلیل ہے :

جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت ہے :

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن خطبہ میں فرمایا :

عورتوں کے متعلق اللہ تعالی سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں، انہیں تم نے اللہ تعالی کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے، اوران کی شرمگاہوں کو اللہ تعالی کے کلمہ کے ساتھ حلال کیا ہے، اوران کا تم پر نان ونفقہ اورلباس ہے اچھے طریقہ کے ساتھ۔ صحیح مسلم (183/8)۔

عمرو بن احوص رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

(عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور میری نصیحت قبول کرو، وہ تو تمہارے پاس قیدی اوراسیر ہیں، تم ان سے کسی چیز کے مالک نہیں لیکن اگر وہ کوئی فحش کام اورنافرمانی وغیرہ کریں تو تم انہیں بستروں سے الگ کردو، اورانہیں مار کی سزا دو لیکن شدید اور سخت نہ مارو، اگر تو وہ تمہاری اطاعت کرلیں تو تم ان پر کوئی راہ تلاش نہ کرو، تمہارے تمہاری عورتوں پر حق ہیں اور تمہاری عورتوں کے بھی تم پر حق ہیں، جسے تم ناپسند کرتے ہو وہ تمہارے گھر میں داخل نہ ہو، اورنہ ہی اسے اجازت دے جسے تم ناپسند کرتے ہو، خبردار تم پر ان کے بھی حق ہیں کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اورانہیں کھانا پینا اور رہائش بھی اچھے طریقے سے دو)

اورحدیث میں (عوان عندکم) کا معنی یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں۔ سنن ترمذی حدیث نمبر (1163) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1851) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

اورمعاویہ بن حیدۃ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر کسی ایک کی بیوی کا حق ہم پر کیا ہے ؟

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اورجب خود لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ، اوراس کے چہرے کو بدصورت نہ کہو اورچہرے پر نہ مارو۔

سنن ابوداود (244/2) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) مسند احمد (446/4)۔

امام بغوی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

خطابی کا کہنا ہے کہ اس میں عورت کے نان ونفقہ اورلباس کا وجوب پایا جاتا ہے، اوروہ خاوند کی حسب استطاعت وقدرت ہوگا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیوی کا حق قرار دیا ہے تو پھر خاوند چاہے غائب ہو یا حاضر اسے ہر حالت میں دینا ہوگا، اوراگر اس کے پاس فی الوقت نہیں تو خاوند کے ذمہ واجب حقوق کی طرح یہ بھی قرض شمار ہوگا، چاہے اسے قاضی خاوند کی غیر موجودگی میں ہی فرض کرے یا نہ کرے۔ اھ

اوروھب رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما کے غلام نے انہیں کہا کہ میں بیت المقدس میں ایک مہینہ قیام کرنا چاہتا ہوں، توانہیں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے کیا تو نے اس مہینے کا اپنے گھر والوں کو خرچہ دے دیا ہے ؟

اس نے جواب دیا : نہیں، تو وہ کہنے لگے :اپنے گھر واپس جاؤ اورانہیں ایک ماہ کا راشن دے کر آؤ، کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

آدمی کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کی کفالت کرتا ہے اسے ضائع کردے ۔ مسند احمد (160/2) سنن ابوداود حدیث نمبر (1692) ۔

اوراس کی اصل صحیح مسلم میں ان الفاظ کے ساتھ ہے :

آدمی کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کی کفالت کرتا ہے اس کا خرچہ بند کردے ۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (245) ۔

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(یقینا اللہ تعالی ہر ذمہ دار سے اس کی رعایا کے بارہ میں سوال کرے گا کہ آیا اس نے ان کی حفاظت کی یا اسے ضائع کردیا، حتی کہ مرد سے اس کے گھر والوں کے بارہ میں بھی سوال ہوگا) صحیح ابن حبان، اوراسے صحیح الجامع میں حسن کہا ہے دیکھیں صحیح الجامع حدیث نمبر (1774) ۔

اورابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے :

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

(اللہ تعالی کی قسم، تم میں سے کوئی ایک صبح جنگل میں جاکر لکڑیاں کاٹے اوراسے اپنی پیٹھ پر اٹھا کرلیجے اوراس کے ساتھ غنا حاصل کرے اوراس میں سے صدقہ وخیرات کرے اس کے سوال کرنے سے بہتر ہے کہ وہ کسی مرد سے مانگے تواوروہ اسے دے یہ نہ دے، اوریہ اس لیے کہ یقینا اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے، اورجو آپ کی عیالت میں ہیں اس سے شروع کر) صحیح مسلم (96/3) ۔

اورایک روایت میں ہے کہ :

آپ سے کہا گیا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میری عیالت میں کون ہیں ؟

تورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا : تیری بیوی تیرے عیال میں شامل ہے ۔ مسند احمد (524/2) ۔

اہل علم کے اجماع کی دلیل :

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی المغنی (564/7) میں کہتے ہیں :

خاوندوں پر جب وہ بالغ ہوں توان کی بیویوں کے نان ونفقہ کے وجوب پر اہل علم کا اتفاق ہے، صرف نافرمان بیوی کا نہیں، اسے ابن منذر وغیرہ نے ذکر کیا ہے ۔

سابقہ نصوص شرعیہ اس پر دلالت کرتیں ہیں کہ آدمی پر اس کے گھر والوں کا نان ونفقہ اوران کی ضروریات ومصالح پوری کرنا اوران کا خیال رکھنا واجب ہے، اوراس کا بہت ساری احادیث نبویہ میں بھی ثبوت ملتا ہے، جو اس فضیلت کو بیان کرتی ہیں اوریہ کہ ایسا کرنا اللہ تعالی کے ہاں اعمال صالحہ میں شمار ہوتا ہے ۔

جیسا کہ ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالی کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جب مسلمان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اوروہ اس میں اجروثواب کی نیت رکھے تووہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے) صحیح بخاری (136/1) ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی فتح الباری میں اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں :

بالاجماع اہل وعیال کا نان ونفقہ مرد پر واجب ہے، شارع نے اسے صدقہ صرف اس لیے کہا ہے کہ واجب کی ادائیگی سے کہیں وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ اس میں اجر وثواب ہی نہیں، اور صدقہ میں تو انہیں اجر وثواب کا علم ہے ہی، تو اس لیے انہیں یہ بتایا کہ کہ ان کے لیے صدقہ ہے تاکہ وہ اسے اپنے اہل وعیال کے علاوہ کہیں اور نہ دیتے پھریں لیکن اگر جب انہیں کافی ہوجائے تو پھر وہ باہر بھی صدقہ نکال سکتے ہیں، تو اس میں انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واجبی صدقہ کو نفلی صدقہ پر مقدم کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ اھ فتح الباری (498/9)۔

سعد بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

(تو جو بھی اپنے اہل وعیال پر خرچہ کرے اور نان ونفقہ دے تجھے اس پر اجر دیا جائے گا، حتی کہ وہ لقمہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے اس پر بھی اجر وثواب ملے گا) صحیح بخاری (3/ 164) صحیح مسلم حدیث نمبر (1628)۔

اور ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ایک دینار تو وہ ہے جو تو اللہ تعالی کے راستے میں خرچ کرے، اور ایک دینار وہ ہے جو تو نے غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جو تو نے کسی مسکین پر صدقہ کیا، اور ایک دینار وہ ہے جو تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا، ان میں سب سے زیادہ اجر وثواب والا دینار وہ ہے جسے تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا) صحیح مسلم (692/2)۔

اور کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث میں کچھ اس طرح وارد ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس کی چستی ونشاط اور قوت دیکھی تو انہیں بہت پسند آئی تو وہ کہنے لگے کاش یہ فی سبیل اللہ ہوتی ؟

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

(اگر تو یہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کی روزی تلاش کرنے نکلا ہے تو یہ فی سبیل اللہ ہے، اور اگر یہ اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کرنے کے لیے نکلا ہے تو پھر بھی فی سبیل اللہ ہے، اور اگر یہ اپنی عفت وعصمت کے لیے نکلا ہے تو پھر بھی یہ فی سبیل اللہ ہے، اور اگر یہ ریاء کاری اور فخر کرنے کے لیے نکلا ہے تو یہ شیطان کے راستے میں ہے) اسے طبرانی نے روایت کیا ہے دیکھیں صحیح الجامع (8/2)۔

سلف رحمہ اللہ تعالی نے اس واجب کو صحیح سمجھا تھا جیسا کہ حق ہوتا ہے، جو کہ ان کی عبارتوں میں بھی ظاہر ہوتا ہے، امام ربانی عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالی نے کیا ہی خوب کہا ہے :

اس کے علاوہ کمائی خرچ کرنے کا کوئی موقع ہی نہیں حتی کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی۔ دیکھیں السیر (399/8)۔

اور دوسری جانب آپ کی بیوی کو یہ علم ہونا چاہیے کہ خاوند پر خرچ اور نان ونفقہ تو اسی حساب سے جتنی اس کی طاقت ہو اور مالی امکانیات کے مطابق ہی ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالی کا بھی فرمان ہے:

اور کشادگی والے کو اپنی کشادگی میں سے خرچ کرنا چاہیے، اور جس پر اس کی روزي تنگ کردی گئی ہو وہ اللہ تعالی کے دیے ہوئے میں سے خرچ کرے، کسی بھی نفس کو اس کی دی گئی قوت سے زیادہ مکلف نہیں کیا جاتا، عنقریب اللہ تعالی مشکل کے بعد آسانی پیدا فرما دے گا۔

تو اس لیے بیوی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مطالبات میں کثرت کرکے اپنے خاوند کے معاملات میں مشکلات اور دشواری پیدا کرے، اور اس پر خرچہ کرنے میں تنگ کرے، کیونکہ ایسا کرنا حسن معاشرت نہیں۔

اوریہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب آپ بیوی کی جائز طلبات کو تسلیم کرتے ہوئے معقول مطالبات مان لیں اور بیوی کو آپ بغیر احسان جتلاتے ہوئے بغیر ایذاء دیتے ہوئے یہ یاددہانی کرائیں کہ آپ نے اس کی کتنی طلبات پوری کی ہیں جب اس میں اس کی طاقت تھی، وہ انہیں کتنی جلدی پوری کرتا رہا ہے، اور آپ بیوی کو اس پر راضی کریں کہ جب طاقت ہوگی تو پھر ایسا ہی ہوگا لیکن ابھی وہ مزید مطالبات سے رک جائے۔

اوراسی طرح اس سے بڑے نرم لہجے میں بغیر کسی لڑائی اور غصہ کے گفتگو کریں اوراسے سمجھائیں کہ جو کچھ وہ مانگ رہی ہے وہ باقی خرچہ پر اثرانداز ہوگا مثلا گھر کے کرایہ وغیرہ پر اگر وہ نہیں مانگے گی تو یہ سب خرچے آسان ہوجائیں گے اس طرح کی بات کرکے ممکن ہے آپ اسے کچھ مطالبات میں کمی کرنے پر راضی کرسکیں۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ مالی کمی اس وقت جاتی رہتی ہے جب کوئی اچھی بات اوراچھے وعدے کرلیے جائیں، اورپھر جب اللہ تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں رشتہ داروں اوراقرباء کومال دینے اوران سے صلہ رحمی کرنے کا ذکر کیا تواللہ تعالی نے اس انسان کے تصرف کے بارہ میں بھی ذکر کیا جس کے پاس رشتہ داروں کودینے کے لیے مال نہ ہو۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اوراگر تجھے ان سے اپنے رب کی جستجو میں جس کی تو امید رکھتا ہے منہ موڑنا پڑے تو بھی تجھے چاہیے کہ انہیں نرمی اور عمدگی سے سمجھا دیں الاسراء (28)۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں :

اللہ تعالی کا یہ فرمان :

اوراگر تجھے ان سے اپنے رب کی رحمت جس کی تو امید رکھتا ہے کی وجہ سے منہ موڑنا پڑے

یعنی جب آپ کے رشتہ داراور جنہیں ہم نے دینے کا حکم دیا ہے آپ سے مانگے اور آپ کے پاس کچھ نہ ہواور آپ ان سے نفقہ نہ ہونے کی بنا پر منہ پھیر لیں تو پھر تو بھی تجھے چاہیے کہ انہیں نرمی اور عمدگی سے سمجھا دیں یعنی آپ ان سے بڑے نرم اندازاور سہولت سے وعدہ کرلیں کہ جب آپ کے پاس اللہ تعالی کا رزق آئے گا تو ہم آپ کو ان شاء اللہ دیں گے۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ حسن خلق اورا چھا معاملہ اس سب قسم کی تنگی کو جس میں آپ ہیں ختم کردے گا، اس لیے آپ صبر و تحمل اوراچھے انداز سے معاملات کو چلائیں اوراس کے ساتھ ساتھ بیوی کو نصیحت کرتے رہیں اور دعوت دیتے رہیں۔

اوراگر اس کے باوجود بھی معیشت اورزندگی میں تنگی اور خرابی ہواور آپ دونوں کے مابین حالت اس سے بھی زیادہ خراب ہوجائے حتی کہ بالکل بند راستے پر پہنچ جائے اور برائی کو ختم کرنے میں آپ کی کوششیں کامیاب نہ ہوں اور آپ دونوں لکھے نہ رہ سکنے کی طاقت رکھتے ہوں تو پھر ایسی حالت میں طلاق مشروع ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایسی حالت میں طلاق ہی دونوں فریقوں کے لیے بہتر ہو جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

اوراگر وہ دونوں علیحدہ ہوجائیں تواللہ تعالی اپنی وسعت سے ہر ایک غنی کردے گا اوراللہ تعالی بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔

واللہ اعلم.

الشیخ محمد صالح المنجد

3054